عصرِ حاضر میں اولاد کی پرورش کا چیلنج

سیرت الرسول کی روشنی میں ایک جائزہ

☆ ضیاء المصطفی مکی الازھری

☆☆ محمد احمد رضا

ABSTRACT

Allah Almighty created man and sent him into the world and united him in various relationships. And made the love of these relationships a part of human nature that man is happy with another. The best relation is made by Allah is the relation of blood line. From these relations there is one relation between parents and children. Children are Gift from God therefore we must take care of them in there every aspect of life. We are living in an era where we do not find any moral values, children are interrupted by social media and electronic media where they come across many things such as atheism and other temptations. So parents face many challenges regarding bringing up their children .in this scenario it is compulsory for parents to read the life of the Holy prophet PBUH so they can inform there kids about the social, economic and practical aspects of Prophet's life thus they can be saved from the temptations and evils of the time. Because we find all solutions of our lives in the life of Holy Prophet PBUH. when we study the life of holy prophet PBUH we come across that he set many rights for children such as we find in his teachings to give children respect, good names and do justice between children's as we discussed comprehensively in this in this paper. By the deep analysis of holy prophet's life we conclude that there is deep relationship between the children growth and holy prophets life. In this article we will present the rights of children in the light of Holy prophet's life so that we can overcome the challenges of modern era.

Keywords: Rights of children, Life of Holy Prophet, challenges

---

☆ لیکچرار کالج آف شریعہ اینڈ ماڈرن سائنسز، منہاج یونیورسٹی لاہور

☆☆ لیکچرار کالج آف شریعہ اینڈ ماڈرن سائنسز، منہاج یونیورسٹی لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا، اور اسے دنیا میں بھیج کر مختلف رشتوں میں جوڑ دیا۔ اور ان رشتوں کی محبت کو فطرت انسانیہ کا حصہ بنادیا کہ انسان انسان سے خوش ہوتا ہے، اور اسی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنا پسند کرتا ہے۔ انھیں رشتوں میں ایک عظیم رشتہ والدین اور اولاد کا ہے۔ اس رشتے کو نبھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حقوق و فرائض بھی رکھے ہیں۔ جس طرح اولاد پر والدین کے حقوق ہیں اسی طرح والد پر بھی کچھ حقوق ہیں جو اس نے اولاد کے لیے ادا کرنے ہیں، حدیث مبارکہ میں ہے۔

''كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته.''[۱]

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر نگہبان سے اس کے تحت آنے والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اولاد اللہ رب العزت کی ایسی نعمت ہے جس کی تمنا خود انبیاء کرام کرتے رہے اور دعا فرماتے رہے کہ: اللہ مجھے صالح اولاد عطا فرما جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو تا کہ وہ ان کے لئے آزمائش و فتنہ نہ بنے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں آتا ہے کہ جس جگہ حضرت مریمؑ کو اللہ رب العزت نے بغیر موسم کے پھل عطا کئے وہاں پر حضرت زکریاؑ نے اپنے لیے نیک اولاد کی دعا کی۔ اللہ رب العزت نے دعا کو قبول فرماتے ہوئے حضرت یحیٰ کی بشارت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ.''[۲]

ترجمہ: اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔ ابھی وہ حجرے میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے (یا دعا ہی کر رہے تھے) کہ انہیں فرشتوں نے آواز دی: بے شک اللہ آپ کو (فرزند) یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے جو کلمۃ اللہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والا ہو گا اور سردار ہو گا اور عورتوں (کی رغبت) سے بہت محفوظ ہو گا اور (ہمارے) خاص نیکوکار بندوں میں سے نبی ہو گا۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نیک اولاد کو صدقہ جاریہ فرمایا، حدیث پاک میں ہے:

۱. احمد بن حنبل، (۱۹۹۵ء)۔ مسند احمد بن حنبل، ج:۴، ص:۵۳۳، رقم الحدیث:۵۱۶۷، دار الحدیث، القاہرہ۔

۲. آل عمران، 3: 39-38

''عن أبي هريرة أن رسول الله قال إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة أشياء من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له.''(۳)

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر اس کے تین عمل جاری رہتے ہیں، صدقہ جاریہ، وہ علم جو نافع ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔''

سیرت نبوی ﷺ سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے اولاد کے فراق پر رحمت دوعالم ﷺ اشک بار ہوئے وہاں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ نے اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کے لئے والدین پر حقوق مرتب فرمائے۔ جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

''مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع.''(۴)

ترجمہ: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچیں تو نماز کے لیے مارو اور اس عمر میں ان کے بستر الگ کر دو۔

اولاد کی تربیت کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ ان پر رحم کرنا، شفقت سے پیش آنا والدین کے فرائض میں سے ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا.''(۵)

ترجمۃ: وہ ہم سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔

اولاد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''عن أبي هريرة قال قال رسول الله أعينوا أولادكم على البر.''(۶)

حضرت ابوہریرہ رضي اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اپنی اولاد کی نیک کام کرنے میں مدد کرو۔

''أكرمو أولادكم وأحسنوا أدبهم.''

اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھا ادب سکھاؤ۔

---

۳ . ابو یعلی الموصلی، احمد بن علی بن المثنی، (۱۹۸۴ء)۔ مسند ابی یعلی، ج: ۱۱، ص: ۳۴۳، رقم الحدیث: ۶۴۵۷، دار المامون للتراث، دمشق

۴ . ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (۲۰۰۵ء)۔ السنن، ص: ۱۰۴، رقم الحدیث: ۴۹۴، دار الفکر، بیروت

۵ . البخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۸۹ء)۔ الادب المفرد، ص: ۱۸۹، رقم الحدیث: ۳۶۳، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

۶ . الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، (س ن)۔ المعجم الاوسط، ج: ۴، ص: ۲۳۷، رقم الحدیث: ۴۰۷۶، دار الحرمین، القاہرہ

اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ عدل وانصاف کرنا اور ان سے محبت وشفقت سے پیش آنا بھی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا حسنؓ کو بوسہ دیا تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس نے عرض کی کہ میرے تو دس بچے ہیں میں نے تو کبھی بوسہ نہیں دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''من لایرحم لایرحم.''(۷)

ترجمہ: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کی ایک مسکین عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں جس کو اس نے دو بیٹیوں کو دیں اور ایک خود کھانے ہی لگی تھی کہ بیٹیوں نے وہ کھجور بھی مانگ لی، اس نے اس کھجور کے دو حصے کیے اور آدھی آدھی دونوں میں بانٹ دی اور خود نہ کھائی۔

سیدنا عائشہؓ کو یہ بات پسند آئی اور آپؓ نے رحمت دوعالم ﷺ کو بات بتائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''إن الله قد أوجب لها الجنة وأعتقها بها من النار.''(۸)

اس ایک کھجور کی بدولت اللہ نے اس عورت کے لیے جنت لازم کر دی یا اس کو دوزخ سے رہائی دے دی۔

اس مقدمے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں بچوں کے حقوق پر کافی زور دیا گیا ہے اور اس پر رحمت دوعالم ﷺ نے خود عمل کر کے تا قیامِ قیامت تمام اُمت کے لیے سنت مبارکہ بنا دیا ہے۔ مگر افسوس کہ عصر حاضر میں سیرت طیبہ سے نابلدی اور جہالت کی وجہ سے اولاد کی تربیت میں کافی چیلنجز درپیش ہیں جس کی وجہ سے اولاد کی تربیت ایک اہم مسئلہ بن چکی ہے اور والدین کو کافی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت طیبہ میں بیان کئے گئے اولاد کے حقوق لوگوں تک عام کئے جائیں تا کہ ہر کس ان کو جان کر عملی صورت میں تطبیق کر سکے، جس سے یہ درپیش چیلنجز سے نمٹا جا سکے۔

---

۷ . ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، (۱۹۹۳ء)۔ الزھد، ص:۹۸، رقم الحدیث:۸۲، دار المشکاۃ، حلوان

۸ ۔ ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، (۱۹۹۳ء)۔ صحیح ابن حبان، ج:۲، ص:۱۹۲، رقم الحدیث:۴۴۸، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

اب ہم آنے والی سطور میں سیرت طیبہ کی روشنی میں عصر حاضر میں بچوں کے حقوق تفصیلا بیان کریں گے۔

اولاد کیلئے اچھی ماں کا انتخاب، ان کی تعلیم وتربیت، نان ونفقہ اور ان کو حلال کھلانا وغیرہ یہ تمام حقوق وہ ہیں جو والد کے لیے سیرت نبوی ﷺ سے ملتے ہیں تو اس سلسلے میں کچھ حقوق ایسے ہیں جو اولاد کی ولادت سے پہلے کے ہیں اور کچھ حقوق ایسے ہیں جو اولاد کی ولادت بعد کے ہیں۔ ابتداء میں ہم ولادت سے قبل کے حقوق بیان کرتے ہیں۔

ولادت سے قبل کے حقوق

ولادت سے قبل حقوق میں بچے کیلئے ایک اچھی ماں کا انتخاب کرنا ہے، کیونکہ والدہ بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ والد کسب حلال کیلئے سارا دن گھر سے باہر بسر کرتا ہے۔ مگر ماں ہر وقت بچے کے پاس ہوتی ہے جو اس کی ہمہ قسم تعلیم وتربیت کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بیوی کے چناؤ میں سیرت الرسول ﷺ سے استفادہ کیا جائے، اور سیرت الرسول ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ایک اچھی صالحہ بیوی کا انتخاب کیا جائے تاکہ وہ اچھی ماں بن کر اچھی اولاد امت کو دے سکے۔ اور اسی طرح کفوء میں شادی کی جائے، حدیث پاک میں آتا ہے:

''تنكح المرأة لأربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك.''(۹)

عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال، اس کے حسب ونسب، اس کے حسن وجمال اور اس کے دین کی وجہ سے تیرے ہاتھ گرد آلودہ ہوں، تو دیندار کو حاصل کر۔

کیونکہ حسن وجمال کی کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح باقی کمیاں پوری کی جاسکتی ہیں مگر دین کی کمی ہمیشہ رہتی ہے جس کا اثر اولاد تک ہوتا ہے۔ اس لیے سیرت طیبہ سے یہ ملتا ہے کہ ایک صالحہ عورت کا شادی کے لیے انتخاب کیا جائے تاکہ اولاد کی تعلیم وتربیت اچھی ہو۔ کسی فاسقہ سے شادی نہ کی جائے تاکہ وہ اولاد کے مستقبل میں وبال نہ بنے، اور نہ ہی اولاد کیلئے عار بنے۔

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''عن عائشة قالت قال رسول الله تخيروا لنطفكم وانكحوا الأكفاء وأنكحوا إليهم.''(۱۰)

۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، ص:۱۳۰۸، رقم الحدیث:۵۰۹۰، دار الفکر، بیروت

۱۰۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، (۲۰۰۳ء)۔ السنن، ص:۴۵۸، رقم الحدیث:۱۹۶۸، دار الفکر، بیروت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے نطفوں کے لیے عورتیں پسند کرو، کفو میں نکاح اور بیواؤں کے نکاح کرو۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

''الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة.''(۱۱)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

ولادت کے بعد کے حقوق

جس طرح بچے کی ولادت سے قبل کے حقوق ہیں۔ اسی طرح اس کی ولادت کے بعد کے حقوق بھی ہیں۔ ان حقوق کا جائزہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) گھٹی دلوانا

جب بچہ اس دنیا میں آجاتا ہے تو ولادت کے دن اسے کسی صالح اور اچھے انسان سے گھٹی دلوانا سیرت الرسول ﷺ سے ثابت ہے۔ اور یہ صحابہ کرام کا معمول تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے رحمت دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں لے جاتے اور آپ ﷺ تحنیک فرماتے۔ کیونکہ بچے کے جسم میں جو پہلی غذاء جاتی ہے اس کا بچے کی سیرت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اگر وہ گھٹی کسی نیک وصالح کی ہوگی تو بچے میں اس کی مثبت تاثیر ہوگی جو ہمیں عصر حاضر میں موجود چیلنجز کا سامنا کرنے اور اچھی تربیت میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

(۲) اچھا نام رکھنا

سیرت طیبہ سے ثابت ہے کہ اگر کوئی نام آپ ﷺ کو ناپسند ہوتا تو آپ تبدیل فرمادیتے، اور اچھے اچھے اسماء کا انتخاب فرماتے۔ حدیث پاک میں ہے۔

''تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ.''(۱۲)

۱۱۔ مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، (۲۰۰۳ء)۔ الصحیح، ص: ۶۹۵، رقم الحدیث: ۳۵۳۳، دار الفکر، بیروت

۱۲۔ النسائی، ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب، (۲۰۰۵ء)۔ السنن للنسائی، ص: ۸۶۴، رقم الحدیث: ۳۵۶۴، دار الفکر، بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے عبد اللہ اور عبد الرحمن زیادہ پسند ہیں۔ سب ناموں سے سچے حارث اور ہمام ہیں جب کہ سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔

سیرت طیبہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کرام کے نام پسند فرماتے۔ جیسا کہ اپنے صاحبزادہ گرامی قدر کا نام ابراھیم رکھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

''عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ولد لي الليلة غلام فسميته باسم أبي إبراهيم.''(۱۳)

ترجمہ: رات مجھے بیٹا پیدا ہوا اس کا نام میں نے ابراھیم رکھا۔

عصر حاضر میں ہر کس نئے ناموں کی تلاش میں ہوتا ہے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں ہمں یہ ملتا ہے کہ جو نام رکھیں ذو معنی ہوں اور منفرد ہوں، اور مستحب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے ناموں سے اپنے بچوں کے نام رکھے جائیں۔ کیونکہ نام کی تاثیر ہوتی ہے ذات میں، مثلاً کسی کو اگر ہم عمر دراز کے نام سے پکارین گے تو ہمہ وقت اس کیلئے یہ اچھا نام دعاء بن کر سایہ فگن رہے گا۔ اور اگر نام اچھا نا ہو تو وہ اس کیلئے منفی اثرات کا سبب بن سکتا ہے۔

(۳) عقیقہ کرنا

سیرت رسول ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بچے کا عقیقہ کرنا بھی والد کے حقوق میں شامل ہے حدیث پاک میں ہے:

''عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى.''(۱۴)

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر لڑکا اپنے عقیقے کی وجہ سے مرہون ہوتا ہے۔ اس کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جائے، سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔

اور اس طرح ساتویں دن حلق راس اور بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ کرنا بھی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ:

''عن علي بن أبي طالب قال عق رسول الله عن الحسن بشاة وقال يا فاطمة احلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة قال فوزنته فكان وزنه درهما أو بعض درهم.''(۱۵)

۱۳۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (۲۰۰۵ء)۔ السنن، ص:۵۹۹، رقم الحدیث:۳۱۲۶، دار الفکر، بیروت

۱۴۔ الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمان، (۱۹۸۶ء)۔ سنن الدارمی، ج:۲، ص:۱۱۱، رقم الحدیث:۱۹۶۹، دار الکتاب العربی، بیروت

حضرت علی بن ابی طالب رضي الله عنه سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ (میں ذبح) کی اور فرمایا: اے فاطمہ! ان کا سر مونڈھ کر بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو تو ان کا وزن ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا۔

(۴)ختنہ کرنا

سیرت طیبہ میں اولاد کے جو حقوق والدین پر ہیں ان میں بچے کا ختنہ کرنا بھی ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

''عن أبي هريرة رواية الفطرة خمس أو خمس من الفطرة الختان والاستحداد ونتف الإبط وتقليم الأظفار وقص الشارب.''[۱۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فطرت پانچ چیزیں ہیں۔ یا پانچ چیزیں فطرت کے تقاضوں سے ہیں۔ یعنی ختنہ کروانا، موئے زیر ناف صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں پست کرنا۔

(۵)بچے کے دودھ کیلئے اچھی ماں کا انتخاب کرنا

اسی طرح اگر ماں کا دودھ نہیں ہے یا کسی بھی شرعی عذر کی وجہ سے ماں دودھ پلانے کے قابل نہیں تو والد کو چاہیئے کہ بچے کے دودھ کیلئے ایک اچھے حسب ونسب واخلاق حسنہ والی ماں کا اہتمام کرے، کیونکہ ماں کے دودھ کا بچے پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ دودھ ہی بچے کی غذاء بن کر اس کے جسم کا حصہ بنتا ہے۔

(6)اولاد کی شادی کے امور

عصر حاضر میں اولاد کی شادی کے امور میں والدین کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے، بڑھتے ہوئے ہوئے فحاشی وعریانی کے رجحانات، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کی سہولت نے والدین پر کافی ذمہ داریاں عائد کر دی ہیں، اور جو والدین اس امر کو سنجیدہ نہیں لے رہے ان کی اولاد ان کے ہاتھ سے نکل کر بے راہ روی کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ اور یہ سب دین اور سرکار دوعالم ﷺ کی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اولاد کی شادی کے امور میں بروقت شادی کا نا کرنا اور بعض والدین کا رشتے کے انتخاب میں اولاد کی رضا کو ملحوظ خاطر نا رکھنا اور بعض بچوں کا والدین کی رضا کا خیال نا رکھنا وغیرہ شامل ہیں، جن سے موجودہ زمانے میں

۱۵۔ ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، (۱۹۸۸ء)۔ المصنف فی الاحادیث والاثار، ج:۵، ص:۱۱۳، رقم الحدیث: ۲۴۲۳۴، مکتبہ الرشد، الریاض

۱۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، ص:۱۵۰۱، رقم الحدیث:۵۸۸۹، دار الفکر، بیروت

بہت زیادہ مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ امت افراط و تفریط کا شکار ہو گئی ہے۔ جہاں رشتے کے انتخاب میں شریعت نے شادی کرنے والے کو حق دیا ہے وہاں والدین کی رضا کو بھی شریعت مطہرہ نے زندگی کے تمام امور میں مقدم کیا ہے جب تک شریعت کے مطابق ہوں۔ والدین کو بچوں کی رضا دیکھنی چاہیئے اور بچوں کو والدین کی، یعنی ایسے رشتے کا انتخاب کیا جائے جس میں دونوں راضی ہوں۔ مصر جامعہ ازھر شریف میں دوران تعلیم محدث مصر علامہ شیخ یسری رشدی جبر سے دوران درس یہ سننے کا اتفاق ہوا کہ جو شخص والدین کو ناراض کر کے کہیں شادی کرتا ہے جس رشتے پر وہ راضی نا ہوں تو میں نے ایسی کوئی بھی شادی کامیاب نہیں دیکھی، بلکہ ناکام ہو جاتی ہے۔ تو والدین کے حقوق میں ہے کہ اولاد کی بر وقت شادی کریں اور اچھا دین دار رشتہ منتخب کریں جیسا کہ سیرت طیبہ ﷺ سے واضح ہے اور انتخاب رشتہ میں ان کی رضا کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔ اس کے علاوہ شادی میں فضول خرچی و ناجائز امور سے دور رہنا بھی والدین کے حقوق میں سے ہے، جیسے اسلحہ کا استعمال، ناچ گانا وغیرہ۔

تربیتی حقوق

سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کریں تو بچوں کی تربیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں تا کہ وہ اپنی دنیا و آخرت اچھی کر کے والدین کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنیں۔ ان کے عقیدے کی اصلاح، اعمال کی اصلاح اور اخلاق وغیرہ کی اصلاح کرنا والدین پر فرض ہے۔ تا کہ وہ فرائض کو جان سکے اور حلال و حرام میں فرق کر سکے۔ حدیث پاک میں ہے:

"علموا الصبي الصلاة بن سبع سنين واضربوه عليها بن عشر."[۱۷]

بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔

عصر حاضر میں بچوں کی تربیت میں ذرا بھر بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر بچپن سے وہ دین کے مطابق اپنی نشو و نما کریں گے تو یہ ان کی عادت کا حصہ بن جائے گا کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے مطابق گزاریں۔ والدین کو چاہیے کہ اولاد کو اچھا اخلاق سکھائیں اور آداب سکھائیں۔ اور اپنے نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت و صحابہ سے محبت سکھائیں اور ان کی تربیت کریں کہ قرآن سے ان کی لو لگائیں، حدیث پاک میں ہے:

"أدبوا أولا دكم على ثلا ث خصال حب نبيكم و أهل بيته وتلاوة القرآن."[۱۸]

۱۷۔ الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمان، (۱۹۸۶ء)۔ سنن الدارمی، ج:۱، ص:۳۹۳، رقم الحدیث:۱۴۳۱، دار الکتاب العربی، بیروت

۱۸۔ سیوطی، جلال الدین، (س ن)۔ الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۲۵، رقم الحدیث:۳۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان

اپنی اولاد کو تین خصلتوں کا ادب سکھائیں: اپنے نبی کی محبت، اور ان کے اہل بیت کی محبت اور تلاوت قرآن کی محبت۔

والدین کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اولاد کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آئیں۔ انھیں احترام دیں اور بے جا سختی اور شدت سے پرہیز کریں۔ اور یہ بات سیرت الرسول ﷺ سے ملتی ہے کہ اپنی اولاد خواہ وہ بیٹی ہو یا بیٹا، اسے محبت واحترام دیں۔ رحمت دوعالم ﷺ سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا وأرضاھا کی تشریف آواری پر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ اسی طرح آپ اپنے نواسوں سیدنا حسن مجتبیٰ اور سیدنا حسین سید الشھداء کو شفقت ومحبت سے بوسہ دیا کرتے تھے۔

تربیتی حقوق میں گھر کی فضاء کو خوشگوار رکھنا ایک اہم امر ہے، اگر والدین آپس میں ہر وقت بحث ومباحثہ، نوک جھونک اور اختلافات ونزاع کا شکار رہین گے تو اس کا اثر لا محالہ بچوں پر پڑے گا۔ سیرت طیبہ سے ثابت ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ گھر میں ایک مثالی شوہر کی حثیت سے زندگی بسر فرماتے، آپ نے ایک مثالی معاشرہ قائم فرمایا۔ آج کل بچوں کے مزاج میں تلخی، سخت رویہ، غیر اخلاقی گفتگو وغیرہ جیسے مسائل اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

رحمت دوعالم ﷺ کی سیرت طیبہ قرآن کریم کی ایک چلتی پھرتی تفسیر تھی، آپ ﷺ پہلے خود عمل کر کے پھر امت کو اس کی ترغیب دیتے، والد کو چاہیئے کہ وہ اولاد کیلئے خود ایک عملی نمونہ بنے، اور اولاد کو اپنی محبت دے کر زیادہ قرب دے جیسا کہ سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ مثلا اگر وہ اولاد کو نماز کا حکم دے اور خود نا پڑھتا ہو تو اس کا کوئی مثبت اثر نہیں ہو گا بلکہ اس کے منفی اثرات مرتب ہونگے۔ اس دور میں والدین کے حقوق میں یہ ایک اہم امر ہے، تا کہ اولاد کی پرورش میں موجودہ چیلنجز کا سامنا کیا جاسکے۔

نفقہ

سیرت پاک سے والد پر اولاد کا نفقہ فرض ہونا ثابت ہے، جیسا کہ ایک حدیث پاک گزر چکی ہے۔

''عائشة رضي الله عنها قالت هند يا رسول الله إن أبا سفيان رجل شحيح فهل علي جناح أن آخذ من ماله ما يكفيني وبني قال خذي بالمعروف.''(١٩)

١٩۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، ص:٥٢١، رقم الحدیث:٢٢١١، دار الفکر، بیروت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ ہند عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! بے شک (میرا خاوند) ابو سفیان ایک بخیل آدمی ہے پس کیا میرے اوپر گناہ ہو گا کہ میں اُن کے مال سے اتنا لے لیا کروں جو میرے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو؟ فرمایا کہ دستور کے مطابق لے سکتی ہو۔

اور اسی طرح اولاد کو کنگال چھوڑنے کی بجائے ان کے لئے مال کا چھوڑ جانا زیادہ بہتر ہے۔

''عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ۔''[۲۰]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جب کہ میری بیماری نے شدت اختیار کرلی تھی۔ میں عرض گزار ہوا کہ میں سخت بیمار ہوں، میرے پاس کافی مال ہے اور ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: نصف؟ فرمایا کہ نہیں۔ عرض کی کہ تہائی؟ فرمایا کہ تہائی بھی زیادہ ہے۔ تم اگر اپنے وارثوں کو غنی چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہیں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ تم رضائے الٰہی کے لیے جو بھی خرچ کروگے اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے۔

نفقہ میں ایک نہائیت ہی اہم بات یہ ہے کہ والد پر فرض ہے کہ اولاد کو رزق حلال کھلائے اور تمام امور میں حلال کمائی ان پر صرف کرے، کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرام پر پلنے والی اولاد نافرمان، بے نمازی و بے دین ہوتی ہے، اس لئے کہ رزق حلال ذوق عبادت اور بھلائی کی طرف راغب کرتا ہے جبکہ حرام اس کے برعکس ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان حلال کھاتا ہے اور حرام مسلمان کو کھاتا ہے۔ انسان اولاد کیلئے کماتا ہے اور اگر حرام کمائے اور اس حرام پر اولاد کی تربیت کرے تو وہ اولاد اس کے کسی کام نہیں آتی، نا دنیا میں اور نا ہی آخرت میں، بلکہ اس کیلئے آزمائش بن جاتی ہے۔ عصر حاضر کا یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا سامنا کافی لوگوں کو

۲۰۔ مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، (۲۰۰۳ء)۔ الصحیح، ص:۸۰۵، رقم الحدیث: ۴۱۰۰، دار الفکر، بیروت

ہے۔ اگر ہم حلال کمائی کا خلوص دل سے اہتمام کریں اور تھوڑے پر راضی ہو جائیں تو برکتیں بھی بے شمار ہوں گی اور ان مسائل سے بچ بھی سکیں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محرمات سے بچا جائے، مثلا سود، جوا، رشوت اور تمام منہی عنہابیوع جن کا قرآن کریم اور سیرت طیبہ میں تفصیلاً ذکر آیا ہے۔

اولاد کے مابین عدل کرنا

اولاد کے درمیان عدل وانصاف بھی والدین کے حقوق میں شامل ہے۔ سیرت طیبہ سے ہمیں اولاد میں عدل وانصاف بھی ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

''اعدلوا بين أولادكم.''(۲۱)

اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔

والد کو چاہیے کہ وہ زندگی کے تمام امور میں اپنی اولاد کے مابین عدل وانصاف کرے اور بیٹا وبیٹی میں بھی فرق روانہ رکھے۔ تاکہ ہر ایک اپنا حق حاصل کر سکے اور ایک اچھا معاشرہ قائم ہو سکے۔

موجودہ دور میں دیکھا گیا ہے کہ اولاد نافرمان ہو جاتی ہے، یہ ایک بڑا مسئلہ ہے، اس کے اسباب میں ایک یہ بھی ہے کہ والدین اولاد کے مابین عدل وانصاف نہیں کرتے، جس سے بعض اوقات وہ بغاوت پر اتر آتی ہے، اور بسا اوقات نفسیاتی مریض بن جاتی ہے۔ اولاد کی محبت فطرت کا حصہ ہے اور یہ بھی عموما دیکھا جاتا ہے کہ بندہ کسی ایک کے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہے جیسے چھوٹی اولاد یا کسی کی طرف میلان کا زیادہ ہونا۔ مگر سیرت طیبہ کی روشنی میں اولاد کے مابین حقوق میں عدل وانصاف کرنے پہ ترغیب دی گئی ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نا ہو اور معاشرتی زندگی میں مسائل پیدا نا ہوں۔

نتائج بحث

اس تحقیق مقالہ میں جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ اور تعلیمات زندگی گزارنے اور بچوں کی تربیت کرنے کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

۲۱۔ ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق، (۱۹۹۸ء)۔ مستخرج ابی عوانۃ، ج:۳، ص:۶۰، رقم الحدیث:۵۶۸۸، دار المعرفہ، بیروت

۲. عرب کا کلچر جو جہالت کا آئینہ تھا، ایسے ماحول میں آپ ﷺ نے اولاد کی تعلیم و تربیت، پرورش پر جو اعلیٰ ترین مثال قائم کی اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

۳. سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات آج بھی ایک بہترین فلاحی معاشرہ قائم کرنے کے لئے اسی قدر اہم ہیں جیسے چودہ سو سال قبل تھیں۔

۴. رسول اللہ ﷺ کا اخلاق مبارکہ اتنا اعلیٰ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۵. رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

عصر حاضر میں بچوں کے حقوق پورے کرتے ہوئے ان کی بہترین تربیت کے لئے اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں تجاویز

۱. نیشنل سطح پر بچوں کے حقوق پر کانفرنسز کروائی جائیں۔ عوامی سیمینارز منعقد ہوں جن میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں بچوں کی بہترین تربیت کے لئے بچوں کے حقوق کو اجاگر کیا جائے۔

۲. سوشل میڈیا و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بچوں کے حقوق پر عوامی مہم چلائی جائی۔ بچوں کے حقوق پر تصاویر اور ویڈیوز بنائی جائیں۔ شارٹ موویز، تربیتی ڈرامے وغیرہ بنائے جائیں۔

۳. گورنمنٹ پارلیمنٹ کے ذریعے باقاعدہ چائیلڈ ایکٹ منظور کرے جس میں بچوں کے تمام تر حقوق کو ذکر کیا جائے۔

۴. سکول، کالج اور یونیورسٹیز کے تعلیمی نصاب میں بچوں کے حقوق شامل کئے جائیں تاکہ جب یہ طلباء پریکٹیکل لائف کا حصہ بنیں تو آنے والی نسلوں کے حقوق سے مکمل آگہی رکھتے ہوں۔ اس طرح آنے والی نسلوں کی بہترین تربیت ہو سکے گی۔

۵. بچوں کے حقوق پر ایک مختصر قانونی مسودہ تیار کیا جائے، جس میں چند سطور میں بچوں کے حقوق واضح کئے جائیں۔ یہ مسودہ چارٹس کی صورت میں ہسپتال خصوصاً زچہ بچہ وارڈز میں لگایا جائے۔ اسی طرح جب بچے کی پیدائش ہو تو اسی وقت ہسپتال کا عملہ بچے کے والدین کو یہ مسودہ پمفلٹ کی صورت میں مہیا کرے اور بچے کے والدین کو بچے کے تمام حقوق سے آگاہی دے۔ یہ کام بچے کی نشو نما سے لے کر مکمل تربیت تک کارآمد ثابت ہو گا۔

☆☆☆☆☆

مصادر ومراجع

احمد بن حنبل، (۱۹۹۵ء)۔ مسند احمد بن حنبل، دار الحدیث، القاھرہ

ابویعلی الموصلی، احمد بن علی بن المثنی، (۱۹۸۴ء)۔ مسند ابی یعلی، دار المامون للتراث، دمشق

ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (۲۰۰۵ء)۔ السنن، دار الفکر، بیروت

البخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۸۹ء)۔ الادب المفرد، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، (س ن)۔ المعجم الاوسط، دار الحرمین، القاھرہ

ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (۱۹۹۳ء)۔ الزھد، دار المشکاۃ، حلوان

ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، (۱۹۹۳ء)۔ صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، دار الفکر، بیروت

ابن ماجہ، محمد بن یزید، (۲۰۰۳ء)۔ السنن، دار الفکر، بیروت

مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، (۲۰۰۳ء)۔ الصحیح، دار الفکر، بیروت

النسائي، ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب، (۲۰۰۵ء)۔ السنن للنسائی، دار الفکر، بیروت

ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (۲۰۰۵ء)۔ السنن، دار الفکر، بیروت الدارمی

عبد اللہ بن عبد الرحمان، (۱۹۸۶ء)۔ سنن الدارمی، دار الکتاب العربی، بیروت

ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، (۱۹۸۸ء)۔ المصنف فی الاحادیث والاثار، مکتبہ الرشد، الریاض

البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، دار الفکر، بیروت

الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمان، (۱۹۸۶ء)۔ سنن الدارمی، دار الکتاب العربی، بیروت

سیوطی، جلال الدین، (س ن)۔ الجامع الصغیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان

البخاری، محمد بن اسماعیل، (س ن)۔ صحیح البخاری، دار الفکر، بیروت

مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، (۲۰۰۳ء)۔ الصحیح، دار الفکر، بیروت

ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق، (۱۹۹۸ء)۔ مستخرج ابی عوانۃ، دار المعرفہ، بیروت